اهل مدارس کی خدمت میں چندگذارشات



عظیم دینی درسگاہ جامعہ فریدیہ اسلام آباد پس منظر میں فیصل مسجد اسلام آباد

اهل مدارس کی خدمت میں چندگذارشات
تعلیم وتزکیہ مدرسہ وخانقاہ

تحریر: فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب ؒ مفتی اعظم جامعہ خیر المدارس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار بنیادی فرائض منصبی ہیں۔ (۱) تلاوت آیات (۲) تعلیم قرآن(۳) تعلیم حکمت(سنت)(۴) تزکیہ ۔

جیسا کہ قرآن پاک میں واضح طور پر اس کی تشریح موجود ہے ۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے مقصد بعثت کی تشریح ان الفاظ میں فرمائی ’’بعثت معلما‘‘اور فرمایا ’’ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق ‘‘

یعنی مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ، نیز اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لیے میری بعثت ہوئی ہے ۔

تاکہ قلوب کوکفر وشرک اور رذائل سے پاک کرکے اعلیٰ اخلاق سےمزین کروں۔

معلوم ہوا کہ تعلیم وتزکیہ دونوں مساوی اہمیت کے حامل ہیں اور ابتدائی اسلام سےان کی تاریخ ساتھ ساتھ چلتی ہے ۔ مسجد نبوی اور صفہ کے اقامتی ، غیر اقامتی طلبہ (حضرات صحابہ کرامؓ) بیک وقت تعلیم وتزکیہ دونوں سے استفادہ کرتے تھے ، علم بغیر’’تزکیہ ‘‘ جسّہ بے روح ہے اور ’’تزکیہ‘‘بدوں علم کے ممکن نہیں۔

مدرسہ وخانقاہ : خلافت راشدہ کے دور میں حضرات صحابہ کرامؓ کو مختلف شہروں میں بھیجا گیا ، گو یا جو صحابی جہاں پہنچ جاتا ، وہیں ایک مدرسہ اور خانقاہ قائم ہوجاتی ۔ صرف قرآن وحدیث کے الفاظ کی تعلیم نہیں ہوتی بلکہ ایمان ویقین اوراسلامی اخلاق اور عمل کی دولت بھی تقسیم ہوتی ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایک ایک آیت کرکے سبق پڑھاتے اور ہر آیت پر فرماتے کہ اللہ کی قسم یہ آیت آسان وزمین سے زیادہ قیمتی ہے ۔ اسی طرح قرآن پاک ختم فرماتے ۔گویا الفا ظ کے ساتھ قرآنی عظمت کا یقین بھی طالب کےدل میں جمادیا جاتا ۔ علوم دینیہ کی تحصیل میں مشغول طلبہ کا استقبال ان الفاظ سے فرماتے۔

’’مرحبا بمصابیح الظلم وینابیع الحکم ‘‘(جامع بیان العلم)

میں اندھیروں کے چراغوں اور علم وحکمت کے چشموں کو مرحبا کہتاہو ں ۔

حضرت امام مالکؒ ایک مرتبہ درس حدیث دے رہے تھے کہ یکایک بازاروں میں شور ہوا ،کچھ طلبہ اسےدیکھنےچلے گئے لیکن یحیٰ بن یحیٰ اندلسی درس میں بیٹھے رہے ، دوسری جانب بالکل التفات نہیں۔ حضرت امام مالکؒ کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ میں یہاں ہاتھی دیکھنے نہیں آیا ، میرا مقصد سفر آپ کی زیارت وصحبت اور آپ کے علم اور سیرت کا لکھنا ہے ۔’’ انما رحلت لاشاھدک واتعلم من علمک وھدیک ‘‘

امام مالکؒ بہت خوش ہوئے اور انہیں عاقل اندلس کا خطا ب دیا (مقدمہ اوجز)

سب ائمہ تصوف کے امام تھے : تابعین وتبع تابعین میں تفسیر ، حدیث فقہ ، مغازی وسیر کےجتنے مشہور ائمہ گزرے ہیں سب ہی زہد وتقویٰ اور احسان وتصوف کے بھی امام تھے ۔امام حسن بصریؒ ، امام ابن سیرینؒ ، سعید بن المسیبؒ ، امام زہریؒ ، سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ ، امام مالکؒ ، امام احمد بن حنبلؒ سب ا پنے فن میں امام ہونےکے ساتھ ساتھ آسمان ولایت کے بھی درخشندہ ستارے تھے ۔ امام مالکؒ کا بیان ہے کہ میں نے حماد بن ابی سلیمانؒ ، علقمہ بن مرثدؒ ، محارب بن دثارؒ ، عون بن عبداللہ ، موسیٰ بن طلحہؒ اور ابوحنیفہ کو پایا ۔ میں نے ان میں سے کسی کو ابوحنیفہ کی بہ نسبت رات کی بہتر عبادت والا نہیں دیکھا ۔میں سال بھرامام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں رہا میں نے نہیں دیکھا کہ آپ نے پہلو بستر پر رکھاہو (عقود الجمان ص۲۱۵)

علی بن یزید الصدائی کہتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہ کو دیکھاکہ آپ نے رمضان المبارک میں ساٹھ قرآن ختم کئے ۔ ایک دن میں ، ایک رات میں ختم ہوتا تھا (عقود الجمان ص ۲۶)

اسلامی عہد کے آخر دور میں حضرت شاہ ولی اللہ قد س سرہ کے خانوادہ کا ایک ایک فرد علم وتصوف کا جامع تھا ۔ نواب صدیق حسن خانؒ اسی عالی خاندان کے بارے میں نقل فرماتے ہیں ۔ ''کلهم محدثون صوفياء دهلويون''سارے کے سارے محدث اور دھلی کے صوفیاء تھے ۔

۱۸۵۷ءکے بعد ظالم فرنگی نے مسلمانوں کی قوت وشوکت کے ستاروں کو گرانے کے ساتھ ساتھ ان کے تعلیمی وتربیتی مراکز کو بھی تہ وبالا کردیا ۔ اس پریشان حالی میں اس خانوادہ ولی اللہ کے چند فیض یافتہ حضرات نے دیوبند میں ایک ایسے مدرسہ کی بنیاد رکھی جو بیک وقت مدرسہ اور خانقاہ دونوں کی ضرورت پوری کرےاور ایسے محدث ، مفسر ، فقیہ ، متکلم ، مبلغ اور سپاہی تیار کرے جو " بالليل رهبان وبالنهار فرسان " کے نمونہ ہوں ۔ چنانچہ حضرات بانیین کے اخلاص کی برکت سے تھوڑی ہی مدت میں یہ مدرسہ اسلامیہ ایک عظیم بین الاقوامی دارالعلوم بن گیا ۔

دارالعلوم دیوبند کا منہج : علم وعمل کی جامعیت ہی دارالعلوم دیوبند کی وہ خصوصیت ہے جس نے اسے شہرت ومقبولیت کے مقام پر پہنچایا اورآج بھی اس کی نیک نامی اس جامعیت تعلیم وتزکیہ پر موقوف ہے دارالعلوم یہ وہ منہج اور نصب العین ہے جو اسے دیگر علمی اداروں سے ممتاز بناتا ہے ۔

یہ حقیقت ظاہر ہے کہ ہمارے دینی مدارس کا ''منہج'' اور نصب العین صرف کتابیں پڑھنا ہی نہیں بلکہ روحانی تربیت وتزکیہ بھی ہے ۔ ہمارے دینی مدارس اصولی طور پر مدارس ہی نہیں بلکہ روحانی تربیت اور اصلاح اخلاق کے اعتبار سے خانقاہیں بھی ہیں ۔ یعنی تکمیل ایمان اور تعمیر انسانیت کے مراکز بھی ہیں اور ایک اعتبار سے ہمارے مدارس دینی پاور ہاؤسز ہیں جہاں سے معاشرت میں علمی وروحا نی بجلی تقسیم کی جاتی ہے ۔

ہمارےاکابر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ، حضرت مولانامحمد قاسم نانوتوی ، حضرت شیخ الہند، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری ، حکیم الامت حضرت تھانوی ، حضرت شیخ الاسلام مدنی، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا ، حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی قدس اللہاسرارہم سب کے سب علوم شریعہ اور قرآن وسنت کے روشن ستارے تھے ۔ ایسے ہی یہ حضرات آسمان ِ ولایت کے ماہتاب وآفتاب تھے۔

اخلاقی تربیت : یوتو تقریبا سب اہل مدارس ہی تربیت کی ضرورت محسوس کرتے ہیں لیکن عملی طورپر اس طرف بہت کم توجہ دی جاتی ہے ۔ الا ماشاء اللہ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کے لیے ٹھوس اقدامات کئے جائیں ۔

(1) ارباب اہتمام اورحضرات اساتذہ تربیت وتزکیہ کی واقعی ضرورت واہمیت مقصد مدرسہ ہونے کی حیثیت میں صمیم قلب سے تسلیم کریں اور یہ امر (عملی اخلاقی تربیت کی ضرورت) مدارس کے آئین میں بالتصریح موجو دہے ، ضرورت اسے تسلیم کرنے اور عملی جامہ پہنانے کی ہے ۔

(2) اسی موضوع سے متعلق اکابر کی چند کتابیں داخل نصاب کرکےپڑھائی جائیں ۔ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے لکھا ہے کہ ''عوارف المعار ف'' ہمارے نصاب میں داخل تھی ۔ " اکمال الشیم " ،" امداد السلوک "اورامام غزالیؒ کی بعض تصانیف نیز حیات الصحابہؓ بھی اس بارے میں مفید ہیں ۔

ترجمہ قرآن پاک اور احادیث شریفہ کے ضمن میں اخلاقی تربیت کے جو مضامین آجاتے ہیں وہ سر آنکھوں پر لیکن اس کے باوجود ان کتابوں کا بالقصدپڑھایاجانا ضروری ہے ۔

جیسے علم فقہ حالانکہ یہ بھی قرآن وسنت کا ہی خلاصہ ہےمگراس کے باوجود اس کی مستقل کتابیں پڑھائی جاتی ہیں ۔

(3) جیسے تعلیمی نصاب پورا کرنے اور اس میں اچھی استعدادپیداکرنے کے لیے تقسیم اسباق مطالعہ ، تکرار ، امتحانات وقتا فوقتا مشورہ وغیرہ کاایک نظام موجو دہے ایسے ہی تربیتی شعبے کا بھی ایک عملی نصاب مرتب کیا جائے اورپھر اس پر عمل کرنے کے لیے بھی ہلکا پھلکا مضبوط لائحہ عمل ہونا چاہیے ۔

(4) تربیتی شعبے کی کارکردگی کا جائزہ لینے اور اسے کامیاب بنانے کے لیے مناسب اوقات میں بالقصد مشورے ، نگرانی ، احتساب ، حوصلہ افزائی ،ترغیب وتربیت کے لیے طلبہ کے اجتماعات ہوں اور حضرات اساتذہ ان میں خطاب فرمائیں۔ مدارس میں عموما یوں ہوتاہے کہ دوسرے مختلف امور کے لیے اساتذہ اور اہتمام کی مجلس مشاورت بار بار ہوتی رہتی ہے لیکن سال بھر میں ایک موقع بھی ایسا نہیں آتاکہ طلبہ کی اخلاقی تربیت کے لیے بالقصد مشاورت منعقد کی جاتی ہو ۔ ہاں دوسرے ضروری امور طے کرنے کے بعد آخر میں کبھی ضمنااس کا بھی تذکرہ آجاتا ہے کہ طلبہ نماز میں سستی کرتے ہیں ا س کا کچھ ہونا چاہیےوغیر ہ ذالک ۔ بس معاملہ اس پر ختم ہوجاتاہے ۔ اس سے معتد بہ فائدہ نہیں ہوتا ۔ضرورت اس امر کی ہے کہ تربیتی کام کو بھی مستقل طور پر مقصد بنا کر مسلسل اس پر محنت کی جائے جب صدق دل سے محنت ہوگی تو اللہ تعالی راستے کھولیں گے ۔

کوتاہیاں: برسوں مدرسہ میں رہنے کے باوجود بعض طلبہ پنج وقتہ نماز سے محروم رہتے ہیں ۔ تکبیر اولی تو پانے والے بہت کم ہوتے ہیں ، بعض طلبہ سا ل بھر تلاوت کلام پاک سے محروم رہتے ہیں ۔ مسجد اور نماز سے شغف اور لگاؤ نہیں ، بعد میں آنا اور سب سےپہلے مسجد سے بھاگنے کی کوشش کرنا ۔ اذان کا جواب دینے کی سنت تقریبا متروک ہوچکی ہے ، طلبہ اور بعض اہل علم بالکل اس سے غافل ہوچکے ہیں ۔

اذان کے بعد نما ز کی تیاری کا اہتمام نہیں کیا جا تا ۔کھڑے ہیں توکھڑے ہیں ، کھیل میں ہیں تو کھیل بدستور جاری ہے ، مطالعہ یاتکرارکررہے ہیں تو یہ اقامت تک جاری رہے گا ، نماز کھڑی ہوگئی تو یہ استنجاء کرنے اوروضوکے لیے جائیں گے اور نماز بھی کوتاہیوں سے پر ہے ۔ نہ رکوع پورا نہ سجدہ اطمینان سے ، اساتذہ ، کتاب ، مسجد ، درسگاہ کا احترام مفقود ہے۔ مختلف اوقات کی مسنون دعائیں یاد نہیں ۔ جو یاد ہیں ان پر عمل کا اہتمام نہیں ، آنکھ ، کان ،زبان ، ہاتھ ، پاؤں کے گناہوں سے بچنا ، کمرے ، کپڑے ، بدن کی صفائی رکھنا وغیرہ ذالک اس کی کچھ ذمہ دار ی نہیں ۔

(5) تربیتی اصولوں کے مطابق " تعزیر " کے بجائے ''تدبیر ''اور تربیت کے بجائے ''ترغیب ''سے زیادہ کام لیاجائے کہ انہیں نگرانی کی حاجت نہ رہے بلکہ وہ خود اپنے راعی ونگران بن جائیں ، انہیں جگانے کی ضرورت نہ ہو بلکہ وہ خود دوسروں کو جگانے والے بن جائیں ۔ طلبہ کرام کو اپنی اس اہم حیثیت کا احساس ہونا چاہیے کہ دوران تعلیم ہم ایسے کورس کی تیاری کررہے ہیں جس کا بنیادی مقصد سونا نہیں بلکہ سوئی ہوئی قوم میں ایمان ویقین اور عمل واخلاق کی روح پھونک کر اسے جگانا اور زندہ کرنا ہے ۔

(6) اول الذکر امور کے بعد سب سے پہلے اصلاح وتربیت کا آغاز نماز باجماعت کی پابندی سے کیاجائے جس کا طریقہ کار یہ ہے کہ تمام طلبہ کے اجتماع میں نماز باجماعت کی اہمیت بتلاکر اس پر پابندی کا عہد لیا جائے ۔ نماز باجماعت اہم عبادت بھی اور باقی امور دینیہ کی صحیح ادائیگی کا ذریعہ بھی ہے ۔

حضرت مولانا خیر محمد صاحب ؒ پابندیٔ جماعت کے لیے یہ طریقہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اذان سننے کے بعد فوراً نماز ہی کی تیاری شروع کردی جائے ۔ طلبہ فوراً وضو کرکے مسجد میں پہنچ جائیں ، سنتوں سے فراغت کے بعد اگر کچھ وقت باقی بچے ، کتاب ، کاپی ہمراہ لائیں ، اس کا مطالعہ شروع کردیں ،جماعت کھڑی ہو تو تکبیر تحریمہ کاثواب حاصل کرتے ہوئے جماعت میں شامل ہوجائیں ۔

بعض مدارس میں یہ ہے کہ ہر جماعت کے لیے مسجد میں جگہ متعین ہے نماز کھڑی ہونے سے پانچ منٹ قبل اس جگہ طلبہ کی سرسری حاضری لی جاتی ہے سب حاضر ہوتے ہیں ۔

بہر حال یہ یا اس طرح کہ دیگر طریقوں کواپناتے ہوئے طلبہ کو اس کا عادی بنایاجائے کہ وہ جماعت سے کم ازکم چار ، پانچ منٹ پہلے مسجد میں موجود ہوں باہر کوئی نہ ہو ، اس وقت باہر ہونا، قابل سرزنش قرار دیاجائے ۔ اذان سنتے ہی اذان کا جواب ، درود شریف ، دعاءوسیلہ پڑھ کر نماز کی تیاری میں مشغول ہوجائیں ۔

ایک ثقہ عالم دین کا بیان ہے کہ برطانیہ کے ایک دینی مدرسہ میں حاضری ہوئی ، طلبہ کی شکل وصورت سے ذکرا للہ کی نورانیت کے اثار نمایاں تھے ۔ سر پر عما مہ ، نیچا کرتہ، اونچا پاجامہ ، اذان کے فوراًبعد ہی تیاری کرکے تمام طلبہ مسجد میں پہنچ جاتے ہیں ، سنتوں کے بعدذکر میں مشغول ہیں یا خاموش بیٹھے ہیں کوئی آواز نہیں ۔

مزیدفرماتے ہیں کہ میں جماعت سے تھوڑا سا پیچھے رہا کہ دیکھوں کہ نماز کھڑی ہونے پرکوئی طالب علم آتاہے ؟ مگر کوئی ایک طالب علم ایسا نہ تھا ، جو اس وقت نماز میں شامل ہوا ہو او ر اسی طرح میں نے دیکھا کہ وہ سب سے بعد میں مسجد سے نکلے ہیں ۔

اس مثالی جامعہ کے بارے میں متعدد ثقہ حضرات نے اپنا مشاہدہ ایسے ہی ذکر کیا ہے ۔انگلینڈ کی سرزمین کفر ، شیطانیت ، عیاشی وفحاشی کی دنیا میں مثالی جامعہ بری کا مدرسہ ہے حضرت مولانا یوسف متالا صاحب دامت برکاتھم (خلیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا ؒ) کے زیر اہتمام چل رہاہے ۔

گزارش ہے کہ کہ کفرستان میں اگر ایسےمثالی طلبہ کا وجو د ممکن ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنے مدارس میں ایسے طلبہ پیدا نہیں کرسکتے ،ہاں اس چیز کی اہمیت ذکر اللہ سے تعلق اور اس سلسلہ میں مسلسل محنت کی حاجت ہے ، محض آرزو سے تو سامنے رکھا ہوا کھانا پیٹ میں نہیں جاسکتا۔

سوال ہوگا کہ اس نظام تربیت کے لیے انتظامیہ اور اساتذہ کو مزید وقت دینا پڑے گا، اسباق اور خارجی و داخلی امور کا پہلے ہی اتنا دباؤ ہوتاہے کہ کام مشکل سے پورا ہوتاہے ۔

جواب یہ بجا ہے کہ لیکن اسے جب مقاصد مدرسہ میں شامل کرتے ہوئے کا م سمجھا جائے گا تو ا س کے لیے وقت بھی فارغ کرنا ہوگا اور محنت بھی کرنا ہوگی ، اسباق زیادہ ہوجائیں تو مزید استاد کا تقرر عمل میں لایاجاتاہے ۔ توطلبہ کی اصلاح وتربیت کے لیے بھی اگر مزید کچھ مصارف برداشت کرنا پڑیں تو مدرسہ کو بخوشی انہیں برداشت کرنا چاہیے کچھ وقت تجربات کی روشنی میں محنت کرناپڑے گی ، پھر جب ماحول بن جائے گا تو معاملہ آسان ہوجائے گا ۔

مدرسہ کی شہرت ومقبولیت : طلبہ کی عملی وروحانی تربیت خود ضروری ہونے کے علاوہ کسی بھی مدرسہ کی ترقی وشہرت ومقبولیت کے لیے یہ نہایت مؤثر عمل ہے ۔ جالندھر میں مدرسہ خیر المدارس کی شہرت ومقبولیت کاایک بڑا راز یہ تھا کہ دینی حلقے طلبہ کی تعلیمی واخلاقی تربیت کے بارے میں حضرت مولانا خیر محمد صاحب قدس سرہ پر اعتماد رکھتے تھے ۔ ابھی حال ہی میں بعض مدارس نے اپنی انتظامی بہتری کی بنیاد پر قابل رشک ترقی کی ہے ۔

حضرت مولانا ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم (انڈیا) فرماتے تھے کہ طلبہ کو جمع کر کے نماز پڑھنے کا عملی طریقہ ہمارے ہاں باقاعدہ سکھایا جاتا ہے۔ مزید فرمایا کہ ہمارے ہاں پابندیاں ہیں داخلے میں سختی ہے مگر اس کے باوجود جب سالانہ تعطیلات پر ہمارے طلبہ اپنےگھروں کو جاتے ہیں تو لوگ طلبہ کی نماز اور پابندی جماعت کا اہتمام دیکھ کر داخلے کی درخواستیں بھیجنا شروع کردیتے ہیں ۔ جنہیں بعض اوقات کئی سال انتظار کرنا پڑتاہے ۔

اس طویل سمع خراشی کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ کی روحانی تربیت ہمارے فرائض میں داخل ہیں، نیز یہ مدرسہ کی ترقی، شہرت اور مقبولیت کا بھی ذریعہ ہے۔اگر نماز کے معاملے کی پوری طرح حفاظت ہوگئی تو باقی امور بھی محفوظ ہو جائیں گے۔نماز ضائع ہوئی اس کا کما حقہٗ اہتمام نہ ہو سکا تو باقی امور بھی بربادی کی نذر ہو جائیں گے۔

تکبیر اولیٰ کا چلہ: پابندی جماعت کے اہتمام کے سلسلہ میں اگلا قدم یہ ہے کہ طلبہ کو تکبیر اولیٰ کا چلہ پورا کرنے کے لیے تیار کیا جائے ۔ایک جماعتِ کثیرہ اس کے لیے بخوشی آمادہ ہو کر نام لکھوائے گی۔ موجب حدیث پاک یہ مبارک عمل دو برئتیں حاصل ہونے کا سبب بنے گا۔نفاق سے برأت اور دوزخ سے برأت۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چالیس روز امام کی تکبیر اولیٰ پاتے ہوئے نماز پڑھے گا اس کے لیے یہ دو برائتیں لکھی جائیں گی ۔ خیرالمدارس میں ایک سال اس کا اہتمام کیا گیا بہت مفید رہا۔ اچھے اچھے طلبہ نے اعتراف کیا کہ عمر بھر میں پہلی مرتبہ چلہ تکبیر اولیٰ کی سعادت نصیب ہوئی۔ اگرچہ مدارس اور مراکز میں رہتے ہوئے برسوں گزر گئے۔

جو شخص اذان سن کر دربار خداوندی میں حاضری کے لیے اپنے آرام، مجلس آرائی، عام گفتگو، مطالعہ یا تکرار چھوڑ کر آئے گا اس کی یہ ادا حق جل شانہٗ کی بڑی خوشنودی کا باعث ہوگی، اساتذہ کو بھی دعائیں ملیں گی، احکام خداوندی کی عظمت اور ان کی فرمانبرداری کا جذبہ پیدا ہوگا، احساسِ ذمہ داری اوروقت کی پابندی اور بر وقت کام کرنے کی عادت پڑے گی۔ نیز نماز کی حفاظت اور محافظت پوری زندگی کے امور کو بہترطریقے سے انجام دینے کا سبب ہوگا۔کمامر من حدیث عمرؓ۔

اجتماعی طور پر اگر سب طلبہ محافظت صلوۃ کے عادی ہو جائیں تو مدرسہ میں سے ایک انقلابی،روحانی کیفیت محسوس ہوگی اور اصلاح کے دروازے کھل جائیں گے ۔

حضرت سعید بن المسیبؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ سالوں تک آپ کا یہ معمول رہا ہے کہ اذان سے پہلے آپ مسجد میں موجود ہوتے تھے ۔

حضرت گنگوہیؒ ہی کی تیس برس تک تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔حال کے ایک صاحب ہیں ایک دن راقم الحروف سبق سے فارغ ہو کر دارالحدیث سے نکلا تودیکھا وہ زار و قطار رو رہے ہیں گویا جان ہی دے دیں گے ۔ کئی مرتبہ پوچھنے پربتایا کہ اتنے عرصہ کے بعد آج صبح تکبیر اولیٰ فوت ہوگئی۔بمشکل ان کی تسلی کرائی۔اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص کو قبول فرمائیں۔

قرآن پاک: تصحیح قرآن پاک کا اہتمام ہونا چاہیے بہت سے طلبہ غلط پڑھتے ہیں اور اسی حالت میں سندِفراغت اور دستارِ فضیلت حاصل کر کے رخصت ہوتے ہیں ۔ خیرالمدارس میں پہلے اس تصحیح کا معمول رہا ہے ۔ غالباً خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون میں ذاکرین کے لیے بھی اس کاانتظام تھا، علما بھی اس سے استفادہ کرتے تھے۔ خیال یہ ہے کہ طلبہ کی اکثریت قرآن پاک کی باقاعدہ یومیہ تلاوت سے محروم رہتی ہے۔ یہ بڑی محرومی ہے، حفاظ بھی اکثررمضانی وشعبانی ہوتے ہیں کہ ان مہینوں میں تلاوت کا کچھ اہتمام کر لیا اور پھر سال بھر چھٹی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ طلبہ کے لیے تلاوت کلام پاک کا ایک وقت مقرر ہو،سب طلبہ اس وقت میں مقررہ جگہ بیٹھ کر آدھ گھنٹہ تلاوت کریں۔ جماعتوں کے لحاظ سےایسے دو وقت بھی مقرر کیے جاسکتے ہیں کہ ایک فریق ایک وقت میں تلاوت کرے اور دوسرافریق دوسرے وقت میں۔

مسنون دعائیں کرائی جائیں: ہمیں نہ دعائیں یاد ہوتی ہیں اور نہ ان پر عمل کا اہتمام ہے۔ حالانکہ یہ بہت نورانی، متبرک،دین ودنیا، ظاہر و باطن کی سعادتوں کی جامع دعائیں ہیں۔ اگر سب اوقات کی دعائوں پرمداومت ہو جائے تو حضورصلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس اعلیٰ عمل "كَانَ يَذكُرُ اللهَ عَلىٰ كُلِّ اَحيَانِهٖ" کی اتباع کا ایک حصہ نصیب ہو جائے گا۔ رہے نصیب، مثلاً سونے جاگنے ، وضواور استنجا سے پہلے اور بعد کی، مسجدمیں داخل ہونے اور نکلنے کی، کھانےسے پہلے اور بعد کی، کفارہ مجلس ،اذان کا جواب اور دعائے وسیلہ وغیرہ ادعیہ کاالتزام کیا جائے۔ پھر اس میں اس طرح تکبیر اولیٰ کے چلہ میں نہ کوئی وقت لگتا ہےکہ پڑھائی یا سبق میں حرج ہوگا نہ کوئی خرچہ ہوتاہے بلکہ الٹا فضولیات سے وقت فارغ ہوگا اور ان مبارک اعمال کی وجہ سے قلب میں یکسوئی اور نورانیت پیدا ہوگی جوتعلیم کے لیے نہایت ضروری ہے۔ انتخاب :
عبدالنورعفااللہ عنہ